ایک اور ماں ہوئی نشہ کے عادی نوجوان کا شکار وجہ کیا ہے؟

وادی کشمیر کو وادی گلپوش تو ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں لیکن کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ اس وادی گلپوش میں آئے روز مختلف قسم کے نئے نئے جرائم کیوں جنم لیتے ہیں وہ انسان جو یہاں مرغا حلال کرنے کے لئے چاقو ہاتھ میں لینے سے گھبرا اتا تھا اب وہی انسان ایسے بھیانک جرائم انجام دیتا ہے جن جرائم کا ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا اور اب ان جرائم کی خبریں سن کر یا دیکھ کر انسان کی روح کانپ اٹھتی ہے۔ جس طرز کے جرائم کی خبریں پہلے ملک کی دوسری ریاستوں سے سننے یا پڑھنے کو ملتی تھیں اب ان ہی خبروں کے ساتھ ساتھ دیگر دوسرے ایسے بھیانک اور دردناک جرائم کی خبریں ہمیں وادی گلپوش سے سننے اور پڑھنے کو ملتی ہیں اور یہاں تک کہ ایسے بھیانک اور دردناک جرائم اب ہمیں اپنے وطن عزیز یعنی وادی گلپوش سے آئے روز دیکھنے کو ملتے ہیں۔

مجھے آج بھی یاد ہے آج سے محض چند سال پہلے دہلی سے بھیانک جرائم نام کا ایک ماہانہ رسالہ شایع ہوتا تھا شاید وہ رسالہ آج بھی شایع ہوتا ہوگا اور اس رسالے میں ملک کی مختلف ریاستوں میں انجام پانے والے بھیانک اور دردناک جرائم کی خبریں اور کہانیاں شایع ہوتی تھیں اور ان دردناک خبروں اور کہانیوں کو پڑھ کر انسان کی روح کانپ اٹھتی تھی لیکن اس رسالے کا مطالعہ کرنے کے بعد اس وقت اس بات کی خوشی محسوس ہوتی تھی کہ وادی گلپوش سے منسلک کوئی ایسی بھیانک خبر یا کہانی اس رسالے میں پڑنے کو نہیں ملتی تھی۔ حالانکہ اس رسالے کی چند کاپیاں ابھی بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔

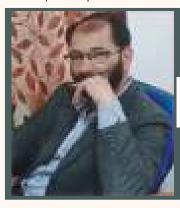

گلفام بارجی

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان کی سوچ بھی بدل گئی۔ انسان کے طور طریقے میں فرق آیا اور انسان کی طرزِ زندگی میں بدلاؤ آیا۔ انسانی دلوں سے خوف و ڈر ختم ہوگیا غرض انسان اپنی مرضی کا مالک بن گیا اب جو اس کے من میں آتا ہے وہی کرتا ہے۔ چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں رہی خاصکر آج کے نوجوان نسل میں قوت برداشت کا فقدان پایا جاتا ہے۔

کس کو مارنا ہے اور کس کو بچانا ہے اس چیز کو اب انسان نے اپنے بس میں کرلیا ہے جس کی مثالیں ہمیں گزشتہ ایک سال سے اپنے وطن عزیز وادی گلپوش میں ملتی ہیں۔

حالانکہ یہاں پہلے بھی کئی ایسے دردناک اور بھیانک جرائم رونما ہوئے ہیں جن میں کہیں پر بیٹے نے ماں کو مارڈالا تو کہیں پر دیور نے ماں کے برابر بھابی کو مارڈالا۔ کہیں پر شوہر نے اپنی شریک حیات اور شریک حیات نے اپنے شوہر کو مارڈالا تو کہیں پر باپ نے اپنی لخت جگر بیٹی کو مارڈالا یعنی وادی گلپوش میں اب ہر قسم کے جرائم انجام دیئے جاتے ہیں۔ اب یہاں گزشتہ ایک سال سے جرائم پیشہ افراد نے بھیانک جرائم انجام دینے کی ایک نئی راہ اختیار کی ہے اور وہ ہے چھریوں اور چاقوؤں سے حملہ کرنا۔ آجکل ہمیں اپنے وطن عزیز وادی گلپوش کے ہر کونے سے آئے روز یہ خبریں سننے کو ملتی ہیں کہ فلاں جگہ کسی نوجوان نے کسی نوجوان پر چھری یا چاقو سے حملہ کردیا حالانکہ ابھی چند دن پہلے یعنی گزشتہ سال کی بات ہے کہ سرینگر کے ڈلگیٹ کے چھار باغ نامی ایریا میں ایک دوست نے دوسرے نابالغ اور معصوم دوست کو چھرا گھونپ کر قتل کردیا۔

کل کی ہی بات ہے کہ رفیع آباد کے ہدی پورہ گاؤں میں ایک درندہ صفت بیٹے نے اپنی ہی اس ماں کو جس ماں کی عظمت کا ذکر قرآن مجید میں ہے قتل کرڈالا۔

یا اسے پہلے بھی ہماری وادی میں کئی ایسے واقعات رونما ہوئے جن کا ذکر میں نے آغاز میں کیا ہے اور اکثر ان واقعات کو انجام دینے والے نشہ کے عادی نوجوان ہیں۔ ہمارے نوجوان نسل میں قوت برداشت کا فقدان کیوں ہے اس کے کئی وجوہات ہیں جن میں سب سے اہم وجہ نشہ خوری ہے اور جب تک نہ ہم اور راز خود اس نشہ کی وبا کو ختم کرنے کے لئے آگے آئیں تب تک اسطرح کے واقعات رونما ہوتے رہیں گے اور یہاں تک کہ ان واقعات میں اضافہ بھی ہوتا رہے گا۔ پولیس اپنی طرف سے نشے کی اس وبا کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کررہی ہے۔ اب والدین پر بھی یہ ذمداری عاید ہوتی ہیں کہ وہ اپنے بچوں پر نظر رکھیں ان کی حرکات وسکنات کا مشاہدہ کریں جس کے ساتھ بچے کی دوستی ہے وہ کس قسم کا لڑکا ہے خیفہ طریقے سے اس کی جانچ پڑتال کریں۔

اس کے علاوہ ہمارے مولوی صاحبان جو بڑے بڑے نماز پنجگان اور جمہ نمازوں کے بڑے بڑے اجتماعات سے وعظ و تبلیغ کرتے ہیں وہ اپنے وعظ وتبلیغ میں نوجوان نسل کو ان جیسے برے کاموں سے دور رہنے کی تلقین کریں تاکہ ہمارے نوجوان نسل پر کوئی اثر ہو اور وہ اس لعنت سے بچ سکیں۔

شاید اس طرح کے اقدامات سے رفیع آباد جیسا واقع دوبارہ رونما نہ ہو۔ یہاں پر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جس وادی میں اس قسم کے واقعات آئے روز پیش آتے ہیں کیا وہ وادی وادی گلپوش کہنے کے لائق ہیں؟ آخر ہم اپنے معاشرے کو کہاں لے جارہے ہیں؟ کیا والدین اپنے بچوں پر دھیان نہیں دیتے ہیں یا ان پر نظر نہیں رکھ رہے ہیں؟ ابھی بھی موقع ہے اگر آپ کے گاؤں میں۔ شہر میں۔ کالونی میں یا آپ کے محلے میں اس قسم کے اوباش نوجوان آپ کی نظروں میں ہیں تو فوراً مقامی پولیس کو اطلاع دیں تاکہ ہماری بہادر پولیس کوئی بھیانک اور دردناک جرائم انجام پانے سے پہلے اسے روک لگانے میں کامیاب ہوجائیں۔

اس بات سے ہم سب بخوبی واقف ہیں کہ جموں وکشمیر پولیس یہاں مختلف قسموں کے جرائم کے خلاف اپنی کاروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں جس کی بدولت آج تک کئی بدنام زمانہ منشیات فروش اور پیشہ ور چوروں کے کئی گروہ ان کی گرفت میں آگئے یہاں تک کہ کئی جسم فروشی کے اڈوں کو بھی بے نقاب کرکے سماج کو صاف وشفاف ماحول فراہم کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ یہ سب تب ممکن ہوا جب ہم نے پولیس کو قبل از وقت تعاون فراہم کیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چھرا زن آخر یہ ہے کون؟ کیا یہ چھرا زن ان جرائم پیشہ افراد کی صحبت میں رہے ہیں جو ملک کی دیگر ریاستوں میں اس طرح کے بھیانک اور دردناک جرائم انجام دیتے ہیں؟ ان جرائم پیشہ افراد کا اثر ہمارے سماج کے نوجوانوں پر کیسے پڑا؟

کیا ہمیں اس بات کا اندازہ ہے کہ آئے روز وادی گلپوش میں نئے نئے جرائم پنپنے سے ہمارے سماج پر کیا اثر پڑے گا؟ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ نابالغ اور نافہم بچوں کے سمارٹ فون کے استعمال سے بھی یہاں نئے نئے بھیانک جرائم جنم لیتے ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ جرائم انجام دینے کے لئے چھرا زنی کو نیا راستہ بنالیا گیا ہے۔

ایسا نہ ہو کہ نشے کی لت کی طرح ہمارا سرمایہ یعنی ہمارا نوجوان عدم توجہ کا شکار ہوکر بھیانک اور دردناک جرائم انجام دینے کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں۔ اس کا حل ڈھونڈنا ہم سب کی اولین ترجیحات میں شامل ہیں۔ آخر جو چھری چلاتا ہے وہ بھی ہمارا ہی ہے اور جس پر چھری چلتی ہے وہ بھی ہمارا ہی ہے۔

لازوال

اداریہ

نجی اسکولوں، پر انتظامیہ کی نظر نا گزیر!

محکمہ تعلیم وقتاً فوقتاً نجی اسکولوں میں فیس کے شڈیول کو لیکر نوٹس جاری کرتا رہتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے نجی اسکول چلانے والے مالکان پر اس کا کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ نجی اسکولوں میں بچوں کو داخل کروانے کا رواج اتنا عام ہو چکا ہے کہ آج ایک بے روزگار والد بھی قرض اٹھا کر اپنے بچوں کو پرائیویٹ اسکول میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ وہیں دوسری طرف این ای پی 2020 کے نفاذ کے بعد سرکاری اسکولوں میں تعلیمی سلسلہ کو مزید بہتر بنانے کیلئے کئی نئی ترمیم کی گئی ہیں۔ نئے نئے پروگرام بنائیں گئے ہیں جن میں ای سی سی ای پروگرام قابل توجہ ہے جس کے تحت سرکاری اسکولوں میں باضابطہ طور پر نرسری کلاسز لگائی جائیں گی۔ جس کے لئے محکمہ تعلیم نے حال ہی میں ہر اسکول کیلئے ایک ہیلپر (آیا) کی تعیناتی بھی عمل میں لائی ہے جو چھوٹے بچوں کی اسکول میں صاف صفائی اور دیگر ضرورتوں کا خیال رکھے گی۔ اس کے علاوہ سرکاری اسکولوں میں دی جانے والی دیگر سہولیات کا موازنہ اگر نجی اسکولوں سے کیا جائے تو سرکاری اسکولوں میں بچوں کو دی جانے والے سہولیات جن میں، کتابیں، وردی، وظیفہ، ظہرانہ وغیرہ کا انتظام واقعہ ہی غریب والدین کیلئے ایک بڑی مدد ہے۔ مگر نہ جانے کیوں پھر بھی والدین اپنے بچوں کو نجی اسکولوں میں داخل کرنے میں نا صرف فخر سمجھتے ہیں بلکہ ایک مجبوری بھی سمجھ رہے ہیں۔ اسلئے اب انتظامیہ کو چاہئے کہ وہ ان پرائیوٹ اسکولوں پر کڑی نظری ررکھیں۔ والدین پر بھاری فیسوں کا بوجھ نہ ڈالنے سے انہیں باز رکھیں۔ اور ان اسکولوں کو سرکاری حکم نامے کے مطابق داخلہ فیس لینے کی اجازت ہو۔ جبکہ دیکھنے میں اکثر یہ آیا ہے کہ نجی اسکولوں میں داخلے کا نام پر اس طرح کی لوٹ کھسوٹ اور مارکیٹنگ کی جاتی ہے کہ نجی اسکول والدین کو داخلہ کے علاوہ بھی مجبور کرتے ہیں کہ وہ بچوں کیلئے کتابیں، وردی، اور اسکولی بیگ حتیٰ کے بچوں کے ٹیپھن تک اسکول انتظامیہ یا ان کی من پسند دوکان سے ہی خریدیں جن پر اسکول کا بیج ہونا چاہئے۔ تاہم بیچارے والدین پرائیوٹ اسکولوں کے مطالبات کے مطابق ہی اپنے بچوں کیلئے وردی، کتابیں اور دیگر چیزیں خریدنے پر مجبور ہوتے۔ اب ایسے میں بہت سارے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ کیا نجی اسکول تعلیم کے نام پر اپنی تجارت چلانا چاہتے ہیں۔ کیا وہ چاہتے ہیں کے داخلے کے نام پر غریب والدین کو خوب لوٹا جائے۔ ان پر کمر توڑ بوجھ ڈال کر آخر یہ ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ کاپی جس پر اسکول کا بیج نہیں ہوگا اس کے علاوہ کسی بھی سفید کاغذ والی کاپی پر لکھنا ممنوع ہے۔ کیا بیچ کے بغیر والی کاپی پر پنسل نہیں چل سکتی ہے۔ اسلئے نجی اداروں کے مالکان سے گزارش ہے، خدا رہ ان غریب والدین سے انصاف کریں جہاں ان کے بچوں کے مستقبل کیلئے آپ اتنے فکرمند ہیں وہیں ان والدین کی بھی فکرمندی کریں کہ یہ کہیں قرض کے بوجھ تلے نہ دب جائیں۔

کشمیر میں سڑک حادثات کے بڑھتے رجحانات

حالیہ عید کے موقعہ پر سرینگر کے SMHS ہسپتال سے ایک تشویشناک رپورٹ سامنے آئی جس میں یہ کہا گیا ہے کہ عیدالفطر کے تہواروں کے درمیان، وادی میں سڑک حادثات میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، کیونکہ عید کے موقعہ پر 24 گھنٹوں کے دوران، ہسپتال میں داخل کیے گئے 60 فیصد سے زیادہ معاملات سڑک حادثات کی وجہ سے تھے۔

معروف ڈاکٹر، پروفیسر ڈاکٹر اقبال سلیم نے تہواروں کے دوران حادثات کی بڑھتی ہوئی تعداد پر اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ڈاکٹر سلیم نے خاص طور پر نوجوان آبادی کے لیے حفاظتی اقدامات کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے ان پر زور دیا کہ وہ ٹریفک کے ضوابط پر عمل کرتے ہوئے اور ہیلمٹ پہن کر اپنی حفاظت کو ترجیح دیں۔ ڈاکٹر سلیم نے ذمہ دارانہ ڈرائیونگ رویے کی اہمیت پر زور دیا، خاص طور پر عید جیسے جشن کے موقعوں پر۔ ”میرے نوجوان دوستوں کے لیے نصیحت کا ایک لفظ۔ عید منانے کا دن ہے۔

تاہم، ہم اس دوران روڈ ٹریفک حادثات کی تعداد میں اضافہ دیکھتے ہیں۔ برائے مہربانی ہیلمٹ پہنیں اور قواعد کے مطابق گاڑی چلائیں۔ آپ کی زندگی اور صحت قیمتی ہے۔ آپ کے والدین کے ساتھ ساتھ معاشرے کے لیے بھی خدا خیر کرے۔“ ایکس پر ایک اور پوسٹ میں، ڈاکٹر سلیم نے انکشاف کیا کہ ایس ایم ایچ ایس ہسپتال کے شعبہ سرجری نے گزشتہ دنوں 1155 مریضوں کا علاج کیا، جن میں سے 56 کو داخلے کی ضرورت تھی۔ ان معاملات میں، ایک اہم حصہ سڑک حادثات کے متاثرین پر مشتمل ہے، جو احتیاط اور ذمہ دارانہ ڈرائیونگ کے طریقوں کی فوری ضرورت کی تصدیق کرتا ہے۔ ان حادثات کی وجوہات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو ان میں ٹریفک قوانین سے عدم واقفیت و عدم پاسداری، تیز رفتاری اور بنا لاس کے سڑکوں پر دوڑتی گاڑیوں جیسے عوامل سرفہرست ہیں۔

منظور الٰہی

ٹریفک حادثات کی دیگر بڑی وجوہات میں سڑکوں کی خستہ حالی، اوور لوڈنگ، ون وے کی خلاف ورزی، اوورٹیکنگ، اشارہ توڑنا، غیر تربیت یافتہ ڈرائیورز، دوران ڈرائیونگ موبائل فون کا استعمال، نوعمری میں بغیر لائسنس کے ڈرائیونگ، بریک کا فیل ہوجانا اور زائد المدت ٹائروں کا استعمال شامل ہے۔ لیکن ایک اندازے کے مطابق ان میں سب سے اہم وجہ سڑک استعمال کرنے والوں کا جلد باز روّیہ ہے۔ 80 سے 90 فیصد ٹریفک حادثات تیز رفتاری کے غیر محتاط رویئے کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں، اب تو نوعمر لڑکے حتیٰ کہ بچے بھی اپنے موٹر سائیکلیں اور گاڑیاں دوڑاتے نظر آتے ہیں، وہ پرجوش رویئے کی وجہ سے ٹریفک قوانین کی پاسداری نہیں کرتے اور ٹریفک علامات اور اصولوں کو نظر انداز کردیتے ہیں، یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ قانونی عمر کو پہنچنے کے باوجود اکثر نوجوان تربیت یافتہ ہی نہیں ہوتے، اور ان میں موجود تیز رفتاری سے گاڑی چلانے کا جنون بے شمار حادثات کا باعث بنتا ہے۔

اس کے علاوہ موٹر سائیکل رکشہ کے اکثر ڈرائیور نابالغ اور نوآموز ہوتے ہیں جن کے پاس ڈرائیونگ لائسنس تک نہیں ہوتا۔ اس طرح ٹریفک قوانین سے لاعلمی کے باعث وہ نہ صرف اپنی بلکہ دوسروں کی زندگی بھی داو پر لگا دیتے ہیں جبکہ بہت سے لوگ اپنے گھروں کے سامنے غیر معیاری سپیڈ بریکرز بنا کر ٹریفک حادثات کا باعث بنتے ہیں۔ مگر ہم اپنے رویوں میں تبدیلی لانے کے لئے قطعاً تیار نہیں، اور یہ ہی جان لیوا ٹریفک کے مسائل اور حادثات کی بنیادی وجہ ہے۔ ٹریفک پولیس کے رولز کی ہم دجیاں اڑا لیتے ہیں سڑکوں پر تیز رفتار کے ساتھ سنگریٹ اور موبائل فون ہاتھ میں لے کر اپنے آپ کو گاڑی میں بادشاہ جیسا محسوس کرتے ہوئے گاڑی چلاتے ہیں یہ محسوس ہی نہیں کرتے ہیں کہ ہم کسی سے کم ہیں راستے میں کھڑا روڈ پر وہ اہلکار جو دن بھر ہماری صحت اور ہماری دیکھ بھال کے لیے سڑک پر تعینات ہوتا ہے جو ہمیں ٹریفک قوانین کی آگاہی دلاتا ہے حادثات سے بچنے کے لیے مشورہ دیتا ہے اور اس کو ہم ایک ظالم سمجھ کر تیز رفتار سے گاڑی کو لے کر بھاگ جاتے ہیں جس کے باعث خدا بچائے کہ ہمارے ساتھ کوئی بڑا حادثہ رہنما ہوجاتا ہے ٹریفک قوانین کو فالو نہ کرتے ہوئے ہم انہی غلطیوں کے نتیجے سے پھر حادثے کا شکار ہوجاتے ہیں انہی وجوہات کی وجہ سے آئے روز دن بدن حادثہ کے رجحان بڑھتے جارہے ہیں جو کہ لمبہ فکریہ ہے دنیا بھر میں ٹریفک حادثے انسانی جانوں کے لیے ایک بڑے خطرے کے طور پر سامنے آرہے ہیں۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق ہر سال لاکھوں افراد ٹریفک حادثات کی وجہ سے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ان میں ایک ہم حصہ انہی لوگوں کا ہے جو ٹریفک قوانین کو فالو نہیں کرتے ہیں اور اپنی من مانیوں سے تیز رفتار گاڑیوں کو چلاتے ہیں اج کل چھوٹے چھوٹے بچے موٹر سائیکلوں کو لائسنس اور ہیلمٹ کے بغیر لے کر گھوم رہے ہیں جن کو پکڑنے کے لیے کہیں نہ کہیں ٹریفک پولیس بھی لیتو لیل سے کام لیے رہی ہے جس کی وجہ سے یہ بنا لاسن اور نوعمر کے لڑکے سرعام بنا ڈر کے شہر اور بازاروں میں موٹر سائیکلوں پر گھوم رہے ہیں والدین کی بھی ایک بڑی غلطی ہے کہ وہ اپنے بچوں کے کم عمری میں گاڑی ہاتھ میں دھما کر ایک بڑی مصیبت اپنے سر لے لیتے ہیں جس کا تقاضا بعد میں والدین ہی کو اٹھانا پڑتا ہے والدین یہ بھی نہیں سوچتے کہ خدانخواستہ ان کا بچہ کہیں نہ کہیں حادثے کا شکار ہوگیا تو اس کی انکوائری والدین ہی کو لگے گی یا تو اس سمجھ سے بالاتر ہیں یا پھر وہ اپنے بچوں کو جان بوجھ کر گاڑیاں دے رہے ہیں ٹریفک قوانین پر عمل درآمد کو یقینی بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے، اس کے لیے پولیس، ٹریفک پولیس اور متعلقہ حکام کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا چاہیے، اس کے لئے صرف روڈ سیفٹی ایجوکیشن ہی کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ ساتھ کچھ جامع اقدامات کی بھی ضرورت ہے تاکہ روڈ سیفٹی کو یقینی بنا کر حادثات کی شرح میں خاطر خواہ کمی لائی جاسکے۔ جبکہ بغیر لائسنس گاڑی چلانے پر سخت سزائیں، اور کم عمر بچوں کے والدین کو بھی سزا کا مستحق ٹھہرایا جانا چاہیے تاکہ کم عمر اور نو آموز ڈرائیوروں کی حوصلہ شکنی ہوسکے۔

ٹریفک سے متعلق شعور کی بیداری کے لئے نصاب میں ٹریفک قوانین سے متعلقہ مضامین شامل کرنا چاہیے تاکہ نئی نسل کو مستقبل میں ٹریفک حادثات سے بچایا جاسکے۔

ٹریفک حادثات سے بچاو کے لیے حکومتی اقدامات کے علاوہ عام شہریوں کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ٹریفک قوانین کی پاسداری، اور سڑکوں کو حادثات سے محفوظ بنانے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنا چاہیے، اپنے سفر کا آغاز مسنون دعا سے کرنا چاہئے اور دوران سفر جلد بازی سے اجتناب برتتے ہوئے دوسری ٹریفک بالخصوص پیدل افراد کا خیال رکھنا چاہئے۔ ہم امید کریں گے کہ ایل جی انتظامیہ اور جموں کشمیر ٹریفک پولیس ہر ایک ضلع میں جگہ جگہ ٹریفک پولیس تعینات کر کے کہ جو نو عمر ہیں اور بنا لائسنس کے موٹر سائیکلوں پر سوار گھوم رہے ہیں ان کو پکڑ کر ان کے خلاف کاروائی کریں تاکہ نئی نسل المناک حادثات سے بچ جاسکے۔